

## زکوٰۃ کے علاوہ

# رفع احتیاج کی دیگر اسلامی تدابیر

(از یوسف القرضاوی - ترجمہ و تلخیص: عبدالحیید صفیقہ)

(۱۲)

زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ دوسرے مالی حقوق ہیں جو مختلف اسباب و حالات کے تحت مسلمان پر واجب ہیں۔ اور ان سب کا مقصد بھی فقراء کی اعانت اور فقر و احتیاج کو دارالاسلام سے نکال باہر کرنا ہے۔ حقوق مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ہمسائے کا حق | ہمسائے کے حق کی حفاظت کرنے کا حکم خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں ہمسائے کا حق ادا کرنے کی ترغیب دی ہے اور ہمسائے کی عزت و احترام کو ایمان کا تقاضا اور اس کی ایذا رسانی اور اس کے حقوق سے غفلت کو مسلمانی کے منافی قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ  
بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَ  
الْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ  
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ - (النساء - ۳۵)

اللہ کی بندگی کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور  
نیک سلوک کیا کرو اپنے ماں باپ اور قریشتہ داروں کے  
اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبت وارث پڑوسیوں اور  
اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں کے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنے ہمسائے کی تعظیم و تکریم کرے“ (بخاری و مسلم)

(۲) اپنے ہمسائے سے حسن سلوک سے پیش آؤ مسلمان ہو جاؤ گے۔ (ابن ماجہ)

(۳) جبریل علیہ السلام مجھے ہمسائے کے بارے میں متواتر وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان گزرنے لگا کہ وہ اُسے ہمسائے کا وارث بنا دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

(۴) وہ شخص مومن نہیں جو اس حال میں رات گزارے کہ وہ تو شکم سیر ہے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں جھوکا ہے اور وہ یہ جانتا ہے۔ (طبرانی، بیہقی)

(۵) کسی علاقے کے رہنے والے لوگوں میں سے اگر کوئی شخص ایک رات بھی جھوکا رہے تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و امان سے نکل جائیں گے۔

عمہ ترین بات جو ہمسائے کے حقوق کی حفاظت کے بارے میں آئی ہے وہ یہ ہے جو اس حدیث میں وارد ہے کہ "تو اپنے ہمسائے کو اپنے کپے ہوتے کھانے کی خوشبو سے تکلیف نہ دے الا یہ کہ تو اُسے اپنے کھانے میں سے چلو بھر دے دے۔ اور جب تو کوئی پھل خریدے تو اس میں سے اپنے ہمسائے کو تحفہ بھیج۔ اگر تو نہ بھیجنا چاہے تو اُسے چھپا کر اندر لے جا اور تیرا بچہ اُسے لے کر باہر نہ نکلے مبادا اُسے دیکھ کر ہمسائے کا بچہ رنجیدہ ہو۔"

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مجھے میرے دوست حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے کہ جب تو کچھ پکائے تو ستر یا زیادہ کر لیا کر۔"

ہمسایہ صرف وہ نہیں جس کا گھر تمہارے گھر سے متصل ہو بلکہ آثارِ صحابہ میں یوں مروی ہے کہ چالیس گھر ہمسائے کی تعریف میں آتے ہیں۔ اور بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کہا ہے کہ گھر کے چاروں اطراف میں سے ہر طرف کے چالیس چالیس گھر بلند ہر محلے کے باشندے ایک دوسرے کے ہمسائے ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "میں نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے دو ہمسائے ہیں ایک کے گھر کا دروازہ میرے گھر کے دروازے کے بالکل سامنے ہے اور دوسرے کا ذرا ہٹ کر۔ اور بعض اوقات میرے پاس انہیں دینے کے لیے کوئی چیز اتنی ہوتی ہے کہ دونوں کو نہیں دی جاسکتی اس صورت میں کو نسا ہمسایہ مستحق تر ہے؟" آپ نے فرمایا "جس کا دروازہ تمہارے گھر کے دروازے کے سامنے ہے۔"

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہر محنت کو ایک ایسی وحدت بنا دے جس کے اجزاء (یعنی باشندگانِ عالمِ خوشحالی اور تنگ دستی میں ایک دوسرے کی کفالت اور اعانت کریں۔ اپنے میں سے کمزور کا سہارا بنیں، بھوکے کو کھانا کھلائیں، تنگے کو کپڑا پہنائیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول انہیں کوئی تحفظ نہیں دیتے اور وہ مومنین کے معاشرے سے منسوب ہونے کا استحقاق بھی نہیں رکھتے۔

اسلام کے آدابِ معاشرت میں ایک بہترین بات یہ ہے کہ اُس نے ہمسائے کا ہمسائے پر نفی رکھا ہے خواہ وہ غیر مسلم ہی ہو۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ اور اُن کا ایک غلام بھیڑ کو ذبح کر کے اُس کی کھال اتار رہا تھا تو آپ نے فرمایا "اے نوکر! جب تم کھال اتار چکو تو پہلے سارے ہمسائے یہودی کو گوشت دینا۔ یہ بات آپ نے کئی مرتبہ کہی۔ غلام نے آپ سے کہا "آپ یہ بار بار کیوں فرما رہے ہیں تو آپ نے فرمایا "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہمسائے کے متعلق وصیت فرماتے رہے حتیٰ کہ ہمیں یہ خدشہ ہونے لگا کہ آپ ہمسائے کو ہمسائے کا وارث بنا دیں گے۔

۲۔ عید الاضحیٰ کی قربانی | حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عید الاضحیٰ کی قربانی مندرجہ ذیل حدیث کے بموجب ہر خوشحال مسلمان پر واجب ہے :-

من كان عندا ساعة فلم يصم فلا يقربن مصلانا۔ (احمد - ابن ماجہ) ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ جو شخص خوشحالی کے باوجود قربانی نہیں دینا چاہتا وہ

۳۔ قسم توڑنا | قسم شکنی کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے کہ فکفارتہ اطعام عشوة مساکین من اوسط ما تطعمون اھلکم او کسوتھم او تحریب سقبة قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین روزوں کا حکم ہے۔

۴۔ بھار | جو شخص اپنی بیوی سے یہ کہہ دے کہ تو مجھ پر میری ماں یا بہن وغیرہ کی کُشت جیسی ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے تا آنکہ وہ شخص اپنی بات کا کفارہ ادا نہ کر دے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے اور جو اس کی

بھی استطاعت نہ رکھتا ہر روزہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۵۔ ماہ رمضان دن کے وقت جماع کرنا | ماہ رمضان میں روزہ رکھ کر جماع کرنے کے ترکب کو بھی وہی کفار ادا کرنا پڑے گا جو ظہار کے ترکب پر فرض کیا گیا ہے۔

۶۔ بوڑھوں اور دائم المرض افراد کا فدیہ | وہ بوڑھے اور ناقابل علاج دائم المرض افراد جو ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتے وہ رمضان کے ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کے کھانے کے برابر کا فدیہ دیتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ** (اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت تو رکھتے ہوں مگر بوجہ عمر رسیدگی یا دائم المرضی نہ رکھیں تو وہ فدیہ دیں۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے)۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اپنی جان یا اپنی اولاد کی جان کا خطرہ ہو تو بعض فقہاء کے نزدیک وہ بھی فدیہ دے کر روزہ چھوڑ سکتی ہیں۔

۷۔ ہدی | وہ قربانی جو کوئی حاجی یا عمرہ کرنے والا اونٹ، گائے یا بکریوں کی صورت میں مندرجہ ذیل مقاصد کے لیے دیتا ہے :-

ا۔ احرام کے سبب ممنوع افعال میں سے کسی فعل کے ارتکاب کے کفارے کے طور پر

ب۔ حج تمتع (عمرہ اور حج و دو احرام سے کرنا)

ج۔ حج قرآن (عمرہ اور حج ایک ہی احرام سے کرنا)

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

وَأَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَدًّا فَجَزَاءُ

مِثْلُ مَا قُتِلَ مِنَ النِّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدَلٍ

مِنْكُمْ هَدْيًا بِالْأَلْعَبَةِ أَوْ لَفَاسَةً طَعَامًا

مَسَاكِينَ۔ (راندہ : ۹۵)

اے لوگو جو ایمان لاتے ہو احرام کی حالت میں شکار

نہ مارو اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر ایسا کرگزرسے

تو جو جانور اس نے مارا ہو اسی کے ہم پلہ ایک جانور

اُسے مویشیوں میں سے نذر دینا ہو گا جس کا فیصد

تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے اور یہ نذرانہ کعبہ

پہنچایا جائے گا یا نہیں تو اس گناہ کے کفارہ میں چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

فَمَنْ تَمَتَّ بِالْعِمَّةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ (البقرہ: ۱۹۶) حسبِ مقدور قربانی دے۔

اس قربانی کے فرض کرنے سے شریعت کا مقصد یہ ہے کہ فقیر کو گوشت کھلانے کا موقع ہتیا کیا جائے جس کی ملکیت صاحبِ شریعت ہی جانتا ہے جو قربانی کی قیمت یا اس کی دگنی قیمت بھی بطور صدقہ دے دینے کو قبول نہیں فرماتا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَوْلِيَ الْفَقِيرِ (حج: ۲۸) اس قربانی میں سے خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دیں۔

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَانِئَ وَالْمُعْتَزَّ كَذَلِكَ يَتَذَكَّرُ أَهْلُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (حج: ۳۶) قربانی میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت سے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔ ان جانوروں کو جو ہم نے اس طرح تمہارے لیے سخر کیا ہے تاکہ تم شکر یہ ادا کرو۔

۸. فصل کی کٹائی کا حق | اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ وَمَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أَكْلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ (الأنعام: ۱۴۱) وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ اور باستان اور غلات پیدا کیے کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے جن کے پھل صورت میں مشابہ اور نرے میں مختلف ہوتے ہیں کھاؤ ان کی پیداوار جبکہ یہ پھلیں اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو۔

صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں اللہ کے حق سے

مراد زکوٰۃ نہیں بلکہ زکوٰۃ کے علاوہ کچھ دینا ہے جو فصل کے مالک کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ماحول میں غریب و مساکین کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے جتنا چاہے دے دے۔ چنانچہ اس "حق" کی تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ عطیہ یا صدقہ ہے جو فصل کے مالک اپنی زکوٰۃ کے علاوہ دیں۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں: "اس سے مراد یہ ہے کہ فصل کی کٹائی کے وقت فصل کے مالک جو آسانی سے دے سکیں وہ اُس وقت موجود غریب و مساکین کو دے دیں اور یہ زکوٰۃ نہیں ہوگی۔"

حضرت مجاہد فرماتے ہیں: "فصل کی کٹائی کے موقع پر آنے والے مساکین کو فصل میں سے جو دے دیا جائے" ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی مدت کی بے جو اپنے باغوں کے پھل چغتے ہیں اور اُن سے صدقہ نہیں دیتے جیسا کہ سورہ القلم میں مالکانِ باغ کا ذکر فرمایا ہے۔"

فقیر اور مسکین کا حق کفایت | یہ حق دوسرے تمام حقوق سے زیادہ اہم ہے کیونکہ مسلم معاشرے میں ہر فرد کا یہ حق ہے کہ اُسے زندگی کی بنیادی ضروریات حسب کفایت مہیا کی جائیں اور اس کے کنبے کی کفالت کی جائے اگر زکوٰۃ قدر سے یہ مقصد حاصل ہو جائے تو بہتر! و اگر مال زکوٰۃ یا بیت المال کے دوسرے ذرائع آمدنی میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ فقراء و مساکین اور اُن کے کنہوں کی کفالت بہتر طور پر کی جاسکے تو پھر مسلمانوں کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی فقراء و مساکین کا حق ہے جیسا کہ ترمذی میں ناظر بیت قیس روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کے متعلق کچھ پوچھا تو آپ نے فرمایا: "مسلمانوں کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی ایک حق ہے، پھر آپ نے سورہ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

|                                                                 |                                                        |
|-----------------------------------------------------------------|--------------------------------------------------------|
| لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ                 | نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف         |
| الشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ           | کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ    |
| بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ    | کو اور یومِ آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی |
| وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ | کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ         |
| وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَ            | کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں     |

لے ملاحظہ فرمائیے سورہ القلم از آیت ۱۷ تا ۳۴۔

السَّائِرِينَ فِي التَّرَافِ - وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى  
الزَّكَاةَ -  
پر مسکینوں اور مسافروں پر، ملوک کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں  
پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے غناز قائم کرے اور

(النفرہ: ۱۷۷) زکوٰۃ دے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس آیت کو بطور استدلال پیش فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ  
اس میں پہلے خویش و اقارب، یتامیٰ اور مسکین کو مال عطا کرنے کو نہی کہا گیا ہے۔ اس کے بعد اقامتِ صلوة  
اور اتیانِ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے جو بجائے خود نہی اور تقویٰ کے عناصر و ارکان ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ  
زکوٰۃ کے علاوہ بھی خویش و اقارب اور مسکین وغیرہ کو کچھ دیتے رہنا واجب ہے۔

باوجود اس کے کہ یہ بات اتنی واضح ہے کہ کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی کو بطور استدلال پیش کرنے  
کی ضرورت نہیں تاہم قرآن و سنت میں اس کے دلائل اظہار من الشمس ہیں کیونکہ نظامِ اسلامی کی مہمیت  
مزاج جو قرآن و حدیث سے واضح ہوتا ہے اس کے مطابق اسلامی معاشرے میں کفالتِ باہمی ایک فرض کی  
جیتیت رکھتی ہے اور باہمی تعاون و بہمدی ایک ایسا فرض ہے جسے ادا کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں  
صلی اللہ علیہ وسلم مسلم معاشرے کا نقشہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ المؤمن للمؤمن کالبنيان  
يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا - مؤمن باہم دگر دیوار کی مانند ہیں جس کے مختلف حصے ایک دوسرے کے لیے مضبوطی  
و استحکام کا باعث ہوتے ہیں، - اور مثل المؤمنين في توادهم وتعارفهم ونزاحهم كمثل الجسد  
الواحد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الاعضاء بالحق والسهر رباحي محبت، لطف و کرم اور  
رحم و رافت میں مومنوں کی جماعت ایک جسم کی مانند ہے جس کا اگر ایک عضو مبتلا ہو تو دوسرے  
سارے اعضاء و جوار اور بے خوابی کا شکار ہو کر اس کے شریک درد ہو جاتے ہیں، - اور المسلمون اخو المسلم  
لا يظلمه ولا يسلطه المسلمان کالبھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا  
ہے، اور ایما اهل عرصه اصبح فيهم امرو جاثع فقد بونت منهم ذمة الله (کسی علاقے کے رہنے  
والوں میں اگر ایک آدمی بھی رات کو بھوکا سو کر اٹھا تو وہ علاقہ اللہ کی حفاظت سے نکل جائے گا)

لہ، مہ بخاری و سلم، مہ بخاری مہ حاکم

ان احادیثِ نبویؐ سے پہلے قرآن مجید کی آیات میں مسکین کو نظر انداز کرنے والوں اور فقیر اور نادار کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے والوں کو ہلاکت اور بربادی سے خبردار کیا گیا ہے اور نبویؐ و آخرویؑ عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ چنانچہ سورہ مدثر میں قرآن مجید آخرت کے مناظر میں سے ایک منظر پیش کرتا ہے، یعنی اصحابِ یمن کے اجتماع کا منظر جو اپنے باغات میں ہوں گے اور ایک دوسرے سے حق کا انکار اور تکذیب کرنے والوں کے متعلق پوچھ رہے ہوں گے اور جب وہ منکرین و مکذبین آگ کی لپیٹ میں آچکے ہوں گے تو وہ اصحابِ یمن اُن سے پوچھیں گے کہ یہ عذاب تم پر کس وجہ سے نازل ہوا ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ مسکین کی حق تلفی کرنے اور اُسے جھوک اور عریانی کی حالت میں چھوڑ دینے کی وجہ سے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ اِلَّا الْاَصْحَابَ  
 الْيَمِيْنِ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَاءَلُوْنَ عَنِ النَّجْوٰمِ  
 مَا سَكَبْكُمْ فِيْ سَفَرٍ، قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيْنَ  
 وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِيْنَ (المدثر ۳۸-۴۲)

ہر ایک شخص اپنے اعمال کے بدلے گروہی ہے مگر وہ اپنے  
 والے۔ باغوں میں ہوں گے باہم پوچھ رہے ہوں گے  
 گنہگاروں کی نسبت۔ کس چیز نے ڈالا تمہیں دوزخ میں  
 وہ کہیں گے کہ ہم نہ تھے نماز پڑھنے والوں میں اور نہ  
 ہم کھانا کھالتے تھے مسکینوں کو دان کے خورد و نوش  
 لباس، رہائش اور دیگر ضروریاتِ حیاتِ زندگی کا خیال  
 نہیں رکھتے تھے۔

سورہ النعلم میں اللہ تعالیٰ نے باغ والوں کا قصہ بیان فرمایا ہے جنہوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا  
 کہ وہ رات کے وقت پھیل توڑیں گے تاکہ اُن مساکین کو باغ کے پھلوں کے حصے سے محروم کر دیں جو کٹائی کے  
 دن کچھ لینے کے لیے آجاتے تھے۔ ادھر انہوں نے ایک دوسرے سے یہ وعدہ کیا اُدھر اللہ کا فوری عذاب نازل  
 ہوا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

فَطَافَ عَلَيْهِمُ طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ  
 نَائِمُوْنَ فَاصْبَحَتْ كَالصَّبِيْهِمْ قَتَادًا وَّ مُّصْبِيْنَ  
 اِنْ اَعْدَوْا عَلٰیٰ خُشُوكُمْ اِنْ لَّمْ تُصَارِمْصِيْنَ

وہ رات کو سو رہے تھے کہ بجگہ خدا آگ نے سارا باغ  
 جلا دیا جس سے وہ بھل کر رکھ کا دھیر بن گیا۔ صبح ہوتے  
 ہی وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اگر تم کو یاغ کا

فَاَنْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ الْاَيُّدِ خَلَتْهَا  
 الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينُ وَعَدُوا عَلٰى اَحَدٍ  
 قَادِمِينَ فَلَمَّا رَاَهَا قَالُوا اِنَّا لَظَالِمُونَ  
 بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ . . . . . كَذٰلِكَ  
 الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ لَوْ كُنْتُمْ  
 يَعْلَمُونَ - انعام (۱۹-۳۳)

پھل توڑنا ہے تو سویرے ہی باغ میں چلو۔ وہ چلے اور  
 چکے چکے آپس میں کہہ رہے تھے کہ آج اس باغ میں تہا  
 پاس کوئی محتاج نہ گھنے پائے وہ سویرے ہی بڑے  
 احتیام کے ساتھ وہاں جا پہنچے اور دل میں سمجھتے تھے کہ وہ  
 ضرور سب پھل توڑ لیں گے جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کہنے  
 لگے کہ ہم تو راہ بھول گئے بلکہ ہم تو بد نصیب ہیں۔۔۔۔  
 یہ نہی ہو اگرنا ہے عذاب اور آخرت کا عذاب تو کہیں  
 بڑھ کر ہے کاش وہ جانتے (تو ایسا نہ کرتے)۔

قرآن مجید نے صرف اس بات پر اکتفا نہیں کیا کہ مومنین کو مساکین معاشرہ کے خورد و نوش اور دیگر ضرورت  
 زندگی کا خیال رکھنے کی دعوت دے اور ان کو بے سہارا چھوڑ دینے کی سزا سے ڈرائے بلکہ اُس نے ہر مومن  
 پر مسکین کا یہ حق ڈالا ہے کہ وہ دوسرے مومن لوگوں کو بھی مساکین کے خورد و نوش کا انتظام کرنے اور ان کے  
 دیگر حقوق کا خیال رکھنے کی ترغیب دے۔ اور کہا ہے کہ مسکین کے حق کو پورا نہ کرنا اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے  
 کے مترادف ہے اور اُس کے غصے کا موجب اور آخرت میں جہنم کے عذاب کا باعث ہے۔ چنانچہ اوصاف  
 شمال (بائیں والے) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورہ المائد میں فرماتا ہے :

وَاَمَّا مَنْ اَوْفٰى بِنَهْيِهِ بِشِمَالِهٖ فَيَقُولُ  
 يَا لَيْتَنِي لَمْ اَوْتَ كِتَابِيَهٗ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهٗ  
 يَا لَيْتَنِي كُنْتُ الْقَافِيَهٗ مَا اَعْنٰى عَنِّي مَالِيَهٗ  
 هَلَكْتُ عَنِّي سُلْطَانِيَهٗ  
 لیکن جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں  
 ملے گا وہ کہے گا اے کاش! مجھے یہ میرا اعمال نامہ نہ  
 ملا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے کاش!  
 موت سے میرا بالکل غافل ہی ہو جاتا میرا مال آج میرے  
 کچھ بھی کام نہ آیا۔ میری وہ دنیا کی حکومت آج مجھ  
 سے کھوئی گئی۔

پھر اللہ حکم الحاکمین ایسے مجرم کے متعلق اپنا عادلانہ فیصلہ دیتے ہوئے اُسے عذابِ جہنم کا مستحق

قرار دے گا چنانچہ ارشاد ہوگا:

خُذُوهُ فَعَلُوهُ ثُمَّ الْحَجِيمَ صَلَوَةٌ ثُمَّ فِي سُلْسَلَةٍ ذُرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ۔

(الحاقہ ۲۵-۲۹)

جکڑ دو۔

اے فرشتو! اسے پکڑ کر طوق پہنا دو۔ پھر اسے فوخ میں پھینک دو۔ پھر ایک تنرگز لمبی زنجیر میں اسے

پھران مجرمین کے لیے عذاب جہنم کے قطعی حکم کی وجہ بیان کرنے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَلَا يَخِصُّ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ (الحاقہ ۳۲-۳۴) اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔

یہ وہ آیات ہیں جنہیں پڑھ کر دل کانپ اٹھتے ہیں اور البوردا رضی اللہ عنہ حبیباً صحابی رسول اپنی بیوی سے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اے اُمّ دردا! اللہ کے پاس ایک زنجیر ہے جسے اس وقت سے آگ کی بڑی بڑی دیگوں میں تپا یا جا رہا ہے جب سے جہنم پیدا کی گئی ہے اور اس وقت تک تپا یا جاتا رہے گا جب تک کہ وہ لوگوں کے گلے کا طوق نہیں بنا دی جاتی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے نصف سے اس وجہ سے نجات دے دی ہے کہ ہم اللہ عظمت والے پر ایمان رکھتے ہیں پس اے دردا! ماں! مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیا کر۔

قرآن مجید سے پہلے چشم کائنات نے کوئی کتاب ایسی نہیں دیکھی جس نے مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینے کو جہنم رسیدگی اور عذاب الیم کا موجب قرار دیا ہو۔

سورہ ماعون میں اللہ تعالیٰ نے یمیم کو زنجیدہ کرنے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینے کو تکذیب دین کی علامات کہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

أَمَّا آيَةُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِالْإِيمَانِ فَذَلِكَ الَّتِي يَدْعُ الْيَتِيمَ وَلَا يَخِصُّ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ (الماعون: ۱-۳) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو دین اسلام کو جھٹلاتا ہے یہی وہ شخص ہے جو یمیم کو دھکے دے کر نکالتا ہے اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ نے دو رجائیت کے معاشرے کو ان الفاظ میں مخاطب کیا ہے:-

کَلَّا بَلْ لَا تُكْرِهُونَ إِلَيْنِمْ وَلَا تُتَخَاضُونَ عَلٰی  
طَعَامِ الْمُسْكِينِ (انعام ۱۷-۱۸)

ہرگز نہیں بلکہ تم ہی تمیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ ایک سرے  
کو ترغیب دیتے ہو کہ مسکین کو کھانا کھلائیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے متخاضون و کر ترغیب دینا، کے الفاظ فرما کر سارے معاشرے کو دعوت  
دی کہ وہ مسکین کی دیکھ بھال کے معاملے میں باہم و کر تعاون و ترغیب سے کام لیں۔

جب اصحاب شمال، جالبین اور دین اسلام (یا روز جزا) کی تکذیب کرنے والے مسکین کو کھانا کھلانے  
کی ترغیب نہیں دیتے اور اُسے درخور اعتنا نہیں سمجھتے تو پھر مومنین اور دین اسلام (یا روز جزا) کی تصدیق  
کرنے والوں پر فرض ہے کہ وہ فقراء و مساکین کی اعانت کریں خواہ انہیں دوسروں (یعنی جو لوگ سوسائٹی  
میں زیادہ مال و دولت والے ہیں اُن) سے مال لیکر اُن (فقراء و مساکین) کی اعانت کرنی پڑے مبادا وہ  
مذکورہ آیات میں نازل شدہ وعید الہی کی زد میں آجائیں۔ یہ اعانت اُن فلاحی انجمنوں اور اجتماعی اداروں  
کے ذریعے کی جاسکتی ہے جو فقراء کی بہبود کے لیے بنائے گئے ہوں۔

ابن حزم کی رائے | جس شخص نے قرآن و سنت اور اقوال صحابہ و تابعین سے اس حق (فقراء و مساکین کا حق)  
کی کما حقہ وضاحت کی ہے وہ ظاہری فقیہ امام ابن حزم ہیں جو کہ اپنی فقہ میں قرآن و حدیث یا آثار صحابہ و  
تابعین کے نصوص کے ظاہر کو قابل اعتبار و اعتماد سمجھتے ہیں۔ کسی امام یا فقیہ کی رائے یا قیاس کو نہیں ملتے۔  
فقراء و مساکین کے حق کے سلسلے میں بھی انہوں نے قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے ایسی نصوص بھی پیش کی ہیں  
جو شہرت کے اعتبار سے صحیح، اور تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور جن کے پیش نظر وہ پوری صاف گوئی سے اور  
بے لاگ طور پر یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ اسلامی نقطہ نظر سے لازم ہے کہ ہر علاقے کے دوئمندوں پر زکوٰۃ کے علاوہ  
کچھ نایمکیں لگائے جائیں تاکہ فقراء کی بنیادی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو سکیں۔ وہ بنیادی  
ضروریات یہ ہیں:

- ۱۔ خوراک جو اُس کے جسم کو تندرست و توانا رکھنے کے لیے کافی ہو۔
- ۲۔ لباس جو اس کی شہر نشینی کر سکے اور اس کے جسم کو گرمی یا سردی سے بچا سکے۔
- ۳۔ مکان جو اُسے گرمی، بارش اور راہ گیروں کی تانک بھانک سے بچا سکے۔

بعض فقہاء نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ کوئی ٹیکس وغیرہ لگانا جائز نہیں ایم ابن حزم نے ایسے قطعی دلائل سے اس رائے کا توڑ کیا ہے کہ رد و اغذار کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی چنانچہ اپنی تصنیف ”المحلی“ میں رقم طراز ہیں:

ہر علاقے کے دو متمند افراد پر فرض ہے کہ وہ وہاں کے فقراء کے نان نفقہ کی ذمہ داری قبول کریں اور اگر وہ ایسا کرنے سے گریز کریں تو حاکم وقت انہیں اس پر مجبور کرے اگر زکوٰۃ اور مسکینوں کے دوسرے مالوں (صدقہ و خیرات وغیرہ) سے اُن فقراء کی ضروریات پوری نہ ہو سکیں تو ہجراُن کی خاطر دو متمند مسلمانوں پر اتنا ٹیکس لگایا جائے جس سے اُن کی خوراک، لباس جو گرمیوں اور سردیوں کے لیے ہو، اور جائے رہائش جو انہیں بارش گرمی سردی، سورج اور بارگھیروں کی نظروں سے محفوظ رکھ سکے، کے لیے کافی ہو۔

قرآنی دلائل | ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا قول کے قرآنی دلائل مندرجہ ذیل ہیں :-

|                                                                   |                                                      |
|-------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------|
| وَإِذَا الْفُقَرَاءُ حَقُّهُ وَالْمُسْكِينُ وَ                    | زنتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا |
| ابْنِ السَّبِيلِ - (الامراء: ۲۶)                                  | حق۔                                                  |
| وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَ           | ماں باپ کے ساتھ نیک بڑاؤ کرو، قرابت داروں اور        |
| الْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ | قیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور     |
| الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنِبِ وَابْنِ السَّبِيلِ             | پڑوسی زنتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی    |
| وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ - (النساء: ۳۶)                       | اور مسافر سے، اور اُن لوٹندی غلاموں سے جو تمہارے     |

قبضہ میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے مسکین اور مسافر کا حق زنتہ دار کے حق کے ساتھ مقرر فرمایا ہے اور والدین، قرابت داروں، مسکینوں اور ہمسائیوں اور لوٹندی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کو فرض کیا ہے اور حسن سلوک کا تقاضا ہے کہ ان کی جملہ ضروریات زندگی کا خیال رکھا جائے اور اُن کی ضروریات زندگی کا خیال نہ رکھنا بلاشبہ بدسلوکی کے مترادف ہے۔

ارشادات نبوی | حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے طرق سے نہایت صحت کے ساتھ

روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جو روئے زمین کے انسانوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ جس شخص کے پاس اپنی ضرورت سے نائد مال ہو اور وہ دیکھے کہ اس کا مسلمان بھائی بھوکا ننگا ہے اور وہ اس کی مدد نہ کرے تو بلاشبہ اُس شخص نے اپنے بھائی پر رحم نہیں کیا۔

عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ صفہ فقیر قسم کے آدمی تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو ساتھ لے جائے۔ اوکا قال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا۔ اور اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ ابو محمد فرماتے ہیں کہ جو شخص کھانا کھلانے اور کپڑا پہنانے کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے کسی بھائی کو بھوکا ننگا رہنے دے اُس نے اپنے بھائی کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس کوئی سواری زیادہ ہو وہ یہ زائد سواری اُس شخص کو دے دے جس کے پاس کوئی سواری نہیں اور جس کے پاس نائد زادِ راہ ہو وہ یہ زائد زادِ راہ اُس شخص کو دے دے جس کے پاس کوئی زادِ راہ نہیں۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے مال کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا حتیٰ کہ ہم سمجھے کہ اپنی ضرورت سے زائد مال میں ہمارا کسی کا بھی کوئی حق نہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہا کر دو۔

قرآن مجید اور صحیح احادیث کی نصوص اس باب میں بہت زیادہ ہیں۔

آثارِ صحابہؓ | حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے اُس وقت اس بات کا علم ہو جاتا جو بعد میں ہوا ہے تو میں اغنیاء سے اُن کی ضرورت سے زائد مال لے لیتا اور اُسے ہاجر فقراء میں تقسیم کر دیتا۔

حضرت علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے اغنیاء کے مالوں میں فقراء کا جو حق مقرر فرمایا ہے وہ اتنا ہے جس سے فقراء کی ضروریات پوری ہو جائیں۔ اگر اس کے باوجود فقراء بھوکے منگے رہیں اور ان کا گزران مشکل ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اغنیاء اپنے مالوں میں سے فقراء کا حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ یہ حق رکھتا ہے کہ ایسے اغنیاء سے قیامت کے دن مواخذہ کرے اور انہیں سزا دے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ”تیرے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی ایک حق ہے۔“

حضرت ام المومنین عائشہؓ، حسن ابن علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ انہوں نے ایک سائل سے فرمایا: ”اگر تم بھاری خونبھا، کمر شکن قرض، رُسوا کن غیبت کے سلسلے میں سوال کرتے ہو تو تمہارا حق واجب ہو گیا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور تین سو دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق صحیح روایت ہے کہ ان کے توشے ختم ہو گئے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے توشے دوڑا دو اور ان میں جمع کریں۔ جب انہوں نے جمع کر دیئے تو حضرت ابو عبیدہ انہیں اُس جمع شدہ توشے سے یکساں طور پر خوراک دینے لگے۔“ حضرت شعبی، مجاہد، طاؤس وغیرہ کے متعلق صحیح روایت میں ہے وہ کہتے ہیں: ”مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔“ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

ابن حزم فرماتے ہیں ”ہمارے علم میں نہیں کہ صحابہ اور تابعین وغیرہ میں سے کسی نے اس کے خلاف کوئی بات کہی ہو سوائے ضحاک بن مزاحم کے جو کہتے ہیں: ”زکوٰۃ کے فرض ہونے کے بعد مال میں ہر دوسرا حق منسوخ ہو گیا ہے۔“

ابن حزم کہتے ہیں کہ ضحاک کی تو روایت ہی قابلِ حجت نہیں اُن کی رائے کیسے قابلِ حجت ہو سکتی ہے؟ اور عجیب بات یہ ہے کہ اسے بطور دلیل پیش کرنے والے ضحاک خود ہی اس کے پہلے مخالف ہیں اور ان کی رائے کے مطابق مال میں زکوٰۃ کے علاوہ مندرجہ ذیل حقوق ہیں:-

غزوہ مند والدین، بیوی، غلام اور حیوان پر خرچ کرنا اور قرضوں کی ادائیگی کرنا اور خونبھا وغیرہ ادا کرنا۔

# شرعیاتِ اسلامی کے بنیادی ضابطے

تصنیف: حسن احمد الخطیب المصری — ترجمہ: جناب خلیل حامدی صاحب

— (۴) —

## فقہ الاسلام کا ایک باب،

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو: ترجمان القرآن شمارہ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

یُسَوِّا ضَابِطَهُ اِنَّ يُقَدِّمَ فِي كُلِّ وِلَايَةٍ مَّنْ هُوَ اَقْدَرُ عَلَى الْقِيَامِ بِحَقُوقِهَا وَمَصَالِحِهَا۔  
 ہر منصب اور عہدہ کے لیے اُس شخص کو ترجیح دی جائے گی جو اُس کی ذمہ داریوں اور مصالحتوں کو پورا کرنے  
 زیادہ قادر ہوگا۔ چنانچہ اس ضابطہ کی رو سے ملکی قیادت کے لیے اُس شخص کو مقدم رکھا جائے گا جو  
 دام کے انتظام و انصرام کو زیادہ بہتر طور پر سمجھتا ہو، شریعت کے مقاصد میں زیادہ درک رکھتا ہو، اہل تر  
 زاد کے تقرر اور ناموزون اور ضغفاء کی معزلی پر زیادہ قدرت رکھتا ہو، دشمنوں کے مقابلہ میں زیادہ جری  
 واد اور اسی طرح وہ مالی معاملات پر بھی گہری نظر رکھتا ہو اور اُسے یہ معلوم ہو کہ اموال کہاں کہاں سے حاصل  
 کیے جاسکتے ہیں اور کن کن صحیح مدارات پر صرف کیے جاسکتے ہیں۔ جنگی قیادت کے لیے اُس شخص کو ترجیح ہوگی  
 جو جنگ کے حربوں میں زیادہ ماہر ہوگا، فوج کے نظم و نسق کو زیادہ بہتر طریقے سے سرانجام دے اور  
 دشمن پر یلغار کرنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہو۔ عدلیہ کی ذمہ داری ایسے افراد کو سونپی جائے گی  
 جو شرعی احکام کو بہتر جاننے والے ہوں اور مقدمہ کے فریقوں کے دلائل و بیانات اور اُن کے  
 بیوں کو سمجھنے میں خوب ہوشیاری سے کام لیتا ہو۔

لہ الفرق للقرانی۔